

Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲) مطبوعہ ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

پٹواریوں کی پنشن کا معاملہ آجکل گورنمنٹ میں پیش ہے۔ فیصلہ بہت جلد ہونیوالا ہے۔ قانون گوؤں اور گرداوروں کی بھی ترقی ہونیوالی ہے۔ اور الاؤنس کا بھی تصفیہ ہوگا کہ سب کو یکساں ملا کرے۔ جب سے روس مشرق اقصیٰ میں مشغول جنگ ہے تب سے جنوبی فارس میں انگلستان کی تجارت کو بہت ہی بڑا فروغ ہو گیا ہے اور آئے دن ترقی کر رہی ہے۔ ماژندران اور اس کے نواح میں سخت زلزلہ آیا صدہا مکان گر گئے اور لوگوں نے اپنے اپنے گھروں سے نکل کر جنگل میں پناہ لی۔ ٹرکی عرب کا فتنہ و فساد رفع کرنے کے درپے ہے اور فوج پر فوج بھیجے جاتا ہے اگرچہ عرب کے قرب و جوار سے بہت سی فوج نواح کویت میں پہنچ چکی ہے مگر فیض پاشا کی زیر کمان بارہ ہزار فوج اور بھیجی گئی ہے تاکہ وہابیوں کا قرار واقعی انسداد کرے ۳ جنوری لنڈن۔ پورٹ آرتھر میں گذشتہ رات ۹ بجکے ۴۵ منٹ پر شرائط صلح پر دستخط ہو گئے ہیں۔ اسٹینڈرڈ کہتا ہے کہ یہ انجام اس نادر الظہور جنگ کی شان کے شایان ہے جو یکساں غیر منتقل شجاعت اور مستقل برداشت اور بے سامان آدمیوں کے درمیان ہو رہی تھی۔ روٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے خبر دیتا ہے کہ پورٹ آرتھر کے افسران کو اجازت مل گئی ہے کہ روس کو واپس چلے جاویں۔ ان کے ساتھ انعام کے وعدے کئے گئے ہیں۔

روسیوں کی ڈسٹرائرس چیفو اور شنگھائی میں سلامت پہنچ گئی ہیں۔ علاوہ ازیں روسیوں نے اپنے تمام جنگی جہازوں کو برباد کر دیا ہے اور باقی ماندہ قلعوں اور تمام قیمتی اشیا کو بھی برباد کر دیا۔ جاپانی اس بات پر نہایت ہی خفا ہیں کہ روسیوں نے اطاعت قبول کرنے کے بعد جہازوں اور ڈسٹرائروں کو کیوں برباد کر دیا ہے۔ اور جاپانی اخبارات اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ محصورین کے اس سخت سلوک کا مطالبہ کرنا چاہئے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کل بربادی اس کونسل کے انعقاد سے پہلے ہوئی جو اطاعت کے مسئلہ پر غور کرنیکے لئے منعقد ہوئی تھی۔ پورٹ آرتھر کی اطاعت کی خبر سینٹ پیٹرزبرگ میں عموماً معدوم ہے۔ ابھی تک یہ خبر صرف افسران وغیرہ ہی کو معلوم ہے۔ ڈاکٹر رحیم خان خان بہادر صاحب ۲ جنوری کو اس جہان سے رحلت کر گئے۔ ضلع کانگڑہ کے علاقہ بجلپور میں ڈاکہ پڑا سولہ لاکھ کا نقصان ہوا۔ موضع کا رئیس صوبہ دار قتل ہوا کئی آدمی زخمی ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ڈاکو موضع موکیوال ضلع فیروزپور میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ ہفتہ مختتمہ ۲۴ دسمبر میں ریاست کپورتھلہ میں پلیگ کی ۵۴۲ وارداتیں اور ۴۷۰ اموات ہوئیں اس ریاست میں اسوقت چالیس گاؤں طاعون زدہ ہیں۔ یکم جنوری سے لاہور اور بمبئی کے درمیان رفتار میل ٹرین کی تیز ہو گئی ہے۔ شاہ عالمی دروازہ لاہور کے باہر ایک بورڈ آمدورفت کی ممانعت کا لگا ہوا ہے۔ ۳۰ دسمبر کو ایک جنٹلمین اکھاڑ کاٹ کر چلنے کو تھا کہ گرفتار ہو گیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کی میم صاحبہ کو ایک دیوانہ کتے نے کاٹ کھایا۔

سال گذشتہ میں پنجاب یونیورسٹی سے ۱۸۔ ایم اے ۴ بی۔ اے۔ ایل ۱۳۱ بی۔ اے۔ ۳ بی۔ سی ۲ ایم بی۔ ۲۲ ایل ایل۔ بی۔ ۲ شاستری۔ ۴ مولوی فاضل اور منشی فاضل پاس ہوئے۔ ۴ جنوری۔ جنرل سخارو رپورٹ دیتے ہیں کہ روسی حارس اسپیل فوج نے روسی ریلوے کو خراب کر دیا اور سینگ کے شمال میں سولہ میل تک ٹیلیگراف بھی اکھاڑ ڈالیں اور ایک جاپانی انجن کو سڑک پر سے گرا دیا۔ ۷ جنوری۔ روٹر کا نامہ نگار سینٹ پیٹرزبرگ سے تار دیتا ہے کہ محل شاہی میں کل ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں ایڈمیرل روژ دستونسکی کے واپس بلائے جانیکی بابت بحث مباحثہ ہوا مگر فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔ ۶ جنوری۔ پورٹ آرتھر کے جنگی جہازوں کا ابھی تک معائنہ نہیں کیا گیا۔ مگر یقین کیا جاتا ہے کہ شرائط کے معین ہونے سے پیشتر جو عمارات کے ساتھ انہیں آگ لگا دی گئی تھی اس سے صرف اس کے بالائی حصص ہی جل گئے ہیں اور باقی ماندہ حصص مرمت پر درست ہو سکتے ہیں۔ ۸ جنوری۔ اسیران پورٹ آرتھر جاپانیوں کی تفویض میں کر دیئے گئے ہیں۔ روسی افسران میں سے پچاس فیصدی نے وعدے دیدیئے ہیں تاکہ اپنے ملک کو واپس چلے جاویں مگر باقیوں نے جنہیں جنرل فوک اور اسٹوسل بھی شامل ہیں اس امر کو قبول کیا کہ ہم جاپان ہی میں اسیر ہو کر رہینگے۔ پورٹ آرتھر کا نامہ نگار روئیٹر تار دیتا ہے کہ تمام روسی لوگ روانہ ہو گئے ہیں اور ڈالنی کو جا رہے ہیں اور جاپانی کنٹنجنٹ شہر میں داخل ہوگئی ہے تاکہ نظام اور امن کو قائم رکھے جاپانی ملاح کانوں کی قلع قمع میں مشغول ہیں۔ اب تمام قلعے

ایڈیٹوریل نوٹس

جنگ جاپان وروس کا اثر

جہاں اس جنگ شیر و بر نے عالم کو شجاعت اور استقلال اور اپنے سرکار کی نمک حلالی اور وفاداری اور جاں نثاری کا سبق دیدیا ہے وہاں تمام دول عالم کو بھی بڑا بھاری پولٹیکل سبق پڑھایا ہے۔ چنانچہ اب ہر ایک سلطنت کے کان کھل گئے ہیں اور ہر ایک بادشاہ اور شہنشاہ کو اپنی اپنی فکر پڑی ہوئی ہے۔ وہ اپنی اپنی جنگی طاقتوں میں اصلاح اور ترقی کر رہے ہیں جدید اصول اور تجاویز کو عمل میں لا رہے ہیں اور انکو مکمل اور مضبوط کرنے کی فکر میں اور انتظام کر رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ سے اُن کے دلوں پر ایک قسم کا خوف اور اندیشہ طاری ہوگیا ہے اور وہ پولٹیکل دوراندیشی اور مصلحت اور سامان سے کام لے رہے ہیں حقیقت میں یہہ ایک ایسا ہی حیران اور متنبہ کرنے والا واقعہ ہے مگر ہمیں اطمینان کلی ہے کہ جاپان جس نے اپنی تہذیب اور شجاعت اور دیانتداری اور پولٹیکل عمل کو اس جنگ میں کھول کے ملک کے سامنے رکھدیا ہے کبھی انصاف اور عہد کو ہاتھ سے نہ دے گا۔ اب یہہ بات بخوبی جاپان پر صادق آتی ہے کہ دیکھو خدا چھوٹوں کو ہے بڑائی دیتا۔ آسمان آنکھ کی تل میں ہے دکھائی دیتا۔ سچ ہے اُس نے اُن کو جو اپنے دل کے خیالات میں اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں پریشان کیا؛

لائل پور کے نامہ نگار کا مضمون

اس اخبار کے مناسب حال نہیں ہے لہذا ہر کا ٹکٹ ارسال فرماویں تاکہ وہ انکو واپس کیا جاوے۔ اچھا ہو گا کہ وہ اپنا مضمون "مسیحی" امرتسر میں بھیجدیں؛

ریویو

ہمارے پاس اسوقت ڈاکٹر پنیل صاحب کا سفرنامہ "ابن السبیل" ریویو کے لئے آیا ہوا ہے۔ یہہ رسالہ ہر قیمت پر تحفہ سرحدیوں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ ہر ایک شخص خواہ عیسائی ہو خواہ ہندو یا مسلمان انکو خریدے اور پڑھے نہایت عمدہ سفرنامہ ہے انمیں ان کے تجربات درج ہیں جو انہوں نے اپنے سفر کے درمیان قادیان اور گوجرہ کل اور مسیحی مشنوں وغیرہ وغیرہ کے کاموں کا ملاحظہ کرکے حاصل کئے ہیں اور جو رائیں انہوں نے انپر دی ہیں قابل تقلید ہیں۔ علاوہ اس کے بڑے بڑے شہروں کی قابل دید مقامات کا بڑا عمدہ نظارہ ہے۔ اس کا مفصل ریویو ہم اگلے ہفتے کے پرچے میں درج کرینگے؛

ہندوستانی مسیحیوں کا میلہ

آجکل کئی ایک انگریزی اخباروں میں اس بات کا عام چرچا ہو رہا ہے کہ جسطرح ہندوؤں اور مسلمانوں کے تیہوار اور میلے کے دن ہیں اور جسطرح یورپ میں بھی کئی ایک میلے مثل سینٹ اینڈریوز ڈے یا سینٹ جارج ڈے وغیرہ ہوتے ہیں اسی طرح ہندوستانی مسیحیوں کے لئے بھی سال میں ایک دو دفعہ کوئی نہ کوئی ایسا عام اور عالمگیر میلہ ہو جسمیں ہم سب اپنے روزمرہ کے کاموں سے فارغ ہوکر خوشیاں مناویں۔ ساتھ ہی یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ طبعی ضرورت اس قسم کے میلہ کی مقتضی ہے اور جب یہہ طبعی ضرورت خوشی اور خرمی کے سامان سے محظوظ ہو جاتی ہے تو انسان کے لئے ایک عمدہ ٹانک اور مقوی بنجاتی ہے جس سے تمام گذشتہ کدورت اور تکان اور سستی رفع ہو جاتی ہے۔ یہہ تجویز اور تحریک مسیحی کے مسیحیوں کیطرف سے ہے اور ہماری دانست میں نہایت عمدہ ہے مگر شاید اس سے بہتر یہہ ہوگا کہ تمام ہندوستانی مسیحیوں کے ایک جا اکٹھے ہونے کے بجائے اگر ہر ایک صوبہ کے بڑے بڑے شہروں میں یہہ میلے سال میں دو دفعہ منعقد ہوں تو فائدہ سے خالی نہو گا۔ اور ایسے طور پر ہوں کہ علاوہ تیہوار دن کے یہہ دو میلے ہوں۔ ہمارے ہندوستانی بھائیوں میں سے بہت ایسے ہیں جو دور دراز کے سفر خرچ کے حامل نہیں ہو سکتے لیکن سو دو سو کوس کا سفر انکے لئے شاید گراں نہو گا۔ یہہ دونوں میلے ہر صوبے میں علیحدہ علیحدہ موسموں اور وقتوں میں ہوں تاکہ ایک شخص ایک سال میں مختلف صوبوں کے مسیحی میلوں میں شریک ہو سکے اور مختلف مقامات اور میلوں کا نظارہ اور انکے حظ اٹھا سکے؛

اعتذار

ہمارے پاس چند ایام سے دو مضامین آئے ہوئے ہیں جو مخالفانہ جوش میں لکھے ہوئے ہیں۔ جن صاحبان کے مضامین ہیں وہ خود سمجھ سکتے ہیں چونکہ انکی اشاعت سے جھگڑا ہونے کا خدشہ ہے لہذا صاحبان ہمیں انکی عدم اشاعت سے معذور فرماویں۔ آیندہ اس قسم کے مخالفانہ مضامین سے کوئی صاحب ہمیں یاد نہ فرماوے۔ ہاں دیگر مضامین ہم بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اگر انکی واپسی منظور ہو تو ہر کا ٹکٹ ارسال فرماویں؛

دماغ انسانی

سفید جسم والے یورپین مرد کا دماغ وزن میں سرسری ½۴۹ اونس ہوتا ہے مگر دیا افریقہ کے سیہ فام شدیوں کا ۴۴ سے کمی قدر کم رہتا ہے۔ آجتک جن بڑے بڑے دماغوں کا وزن کیا گیا۔ اور وہ دماغ ناپے گئے۔ انمیں کو ڈیر اور ڈائیل ڈیسٹران کے دماغ خاص سب سے بڑے پائے گئے کو ڈیر کے دماغ کا وزن ½۶۴ اونس اور میبرگ کے دماغ کا وزن بھی بڑا پایا گیا اور اس کے دماغ کی کلانی ۱۲۲ مکعب انچہ جگہ میں بھی ہے انگریز جرمن۔ اور امریکن وغیرہ ٹیوٹانک قوم کے دماغ کا پھیلاؤ بحساب سرسری ۹۲ انچہ جگہ میں رہتا ہے مگر وکا ۸۲ اہل آسٹریلیا الصا مثن ٹاٹ کا ۷۵ انچہ جگہ میں؛ (نظام الملک)



مَضامِین

نوعِ انسان پر آریہ مذہب کا ظلم وتشدد

(سلسلہ کے لئے دیکھو ۷ جنوری کا پرچہ)

کسی نے سچ کہا ہے کہ پہلے بات کو تولو اور پھر منہ سے بولو۔ اپنی ہی چارپائی کے نیچے ذرا لاٹھی پھیرو اور دیکھو گلی طور پر آپ لوگوں کو کس قدر نازیبا مہربانی سے اپنے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۴ء کے آریہ گزٹ ہی میں اپنے ایک بڑے عالم فاضل اور منصف مزاج راست گو کے لکچری کو پڑھ کے دیکھو۔ دیکھا تو شاید ضرور ہی ہوگا کیونکہ آپ ہی کی نظروں سے گذرا ہے اور آپ ہی کے چتن سے چھپا بھی ہے مگر تعصب کی آنکھ اس طرف نظر نہیں کرتی۔ پروفیسر پرمانند صاحب ایم۔ اے فرماتے ہیں "اگر آریہ سماج کی موجودہ حالت کیطرف دھیان کیا جاوے تو ہر ایک سمجھدار آدمی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آریہ سماج کا دعوے دنیا کو ویدک دھرم کے جھنڈے تلے لانیکا بالکل بیہودہ وہم ہے۔ ٹیپو جی کے قلعوں سے کسی درجہ کم نہیں آریہ سماج کی دو پارٹیاں ہیں۔ ایک پارٹی کے لیڈر یا لوگ دوسری کو آریہ نہیں سمجھتے اور یہہ برداشت نہیں کرسکتے کہ ان کے اپدیشک اُن کے مندروں میں جاکر دیاکھیان تک دے سکیں۔ تو آپ سمجھیں کہ کھڑی بنیاد یہاں ہی پڑ گئی۔ ...... آریہ سماج کی موجودہ اندرونی کشمکش کو دیکھتا ہوا اگر کوئی شخص دعوے کرتا چلا جائے کہ ہم سچائی پر ہیں اور ست کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ ہم دوسری پارٹی کو ناش کردینگے۔ ہم تمام مذاہب کو ہضم کر جاینگے اور دنیا میں ویدک دھرم ہی نظر آویگا تو اگر میری بے ادبی معاف ہو، میں ایسی باتوں کو محض گپ اور جنون سمجھتا ہوں"

وغیرہ وغیرہ نمبر دیکھو ۲۴ نومبر و یکم دسمبر ۱۹۰۴ء کا البدر صفحہ ۱۰۔ آریہ سماج کی خوب کلی کھلی ہوئی ہے۔

بھائی صاحب آپ لوگوں کا عملی برتاؤ کیسا صاف صاف اس لکچر سے عیاں ہے۔ جب اپنی ہی ایک آریہ پارٹی کے ساتھ آپ کو دلی عناد اور حسد اور نفرت ہے تو غیر کے ساتھ کیوں نہ ہوگا۔ مسیحی مذہب کا اصول اور عمل ایکساں ہے، خواہ کتنے ہی فرقے کیوں نہوں کتنی علیحدہ علیحدہ کلیسائیں ان میں کیوں نہ بنائی جاتی ہوں وہ مسیحی انسیت اور رابطہ واتحاد برابر باقی رہتا ہے۔ ایک فرقے والے دوسرے فرقے کے گرجوں میں جاکر وعظ اور نماز کرسکتا ہے انکی بازاری منادی میں ایک دوسرے کو امداد دیسکتا ہے اور دیتا ہے۔ اگرچہ انتظاماً ایک کا حلقہ کام کرنیکا دوسرے کے حلقے سے علیحدہ ہے اور یہہ بھی اس لئے کہ روپیہ مختلف ذرایعہ سے آتا ہے مگر سب کا کام ایک ہے ایک دوسرے کی صلاح اور مشورت اور نمونے بھی جو خاص کام سے متعلق ہیں لئے جاتے ہیں۔ مگر انہیں ایک دوسرے کے ساتھ عناد اور حسد نہیں ہوتا۔

آپ کورو سینا کی لڑائیوں کا حوالہ دیتے ہیں اور عملی باتوں سے اصول پر شک ڈالتے ہیں حالانکہ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ "ہمکو اسوقت مسیحی مذہب کی کتابی باتوں سے تعلق نہیں ہے۔ ہم صرف اس کے عملی پہلو و عملی نتیجوں کو دکھلانا چاہتے ہیں"۔

جناب من مہربانی سے اپنے ہی ورلش کے عملی پہلو و عملی نتیجوں کو ملاحظہ فرماویں۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۴ء کے پرچہ میں لالہ لاجپت رائے صاحب کا مضمون بعنوان سورج مشرق میں نکلا ہی میں ملاحظہ فرمالیں۔ کوروں اور پانڈوں کی لڑائی کے درمیان آپکے کرشن بھگوان کا اپدیش اور خوں ریزیاں یاد ہونگی۔ چنابیل اور پرتھوی لاج کی لڑائی چتوڑ پر جو اکبر کے ساتھ راجپوتوں کی لڑائی ہوئی وغیرہ وغیرہ جنکو لالہ صاحب بڑے جوش کے ساتھ ایک نمونہ بھارت ورش کی شجاعت اور بہادری کا پیش کرتے ہیں کیا کروشیڈ سے کم تھیں؟ کیا انہیں لاکھوں اور کروڑوں مائی کے پوت راجپوتوں اور کورو پانڈو کی جنگ میں کام نہیں آئے تھے؟ کیا وہ ان وید یا گیتا کے اور آپ کے ہندو بھائیوں کے عملی پہلو نہ تھے؟

ای میرے آریہ مترو! ذرا ہوش کرو۔ اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالو اور اپنی اندرونی نو ریسڑونی کتابی اور عملی پہلوؤں کو دیکھو اور اگر آپ ایسے عیبوں سے پاک ہیں تو دوسروں پر عیب لگادیں اور اُن کی نکتہ چینی کریں۔ اور اگر معاملہ دیگرگوں ہے تو پھر ...... بس ٹین ٹیں فش

سوچنے کا علم

دسواں باب

"چارلس!! ادھر گھڑی بج رہی اور تم بھی آگئے۔ جو کچھ کہ مجھے آتا ہے وہ تمہیں بھی سکھلانے سے مجھکو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ تم سیکھنے کے بڑے مشتاق نظر آتے ہو"۔

"اور ہنری۔ مجھے ایسا ہی مشتاق ہونا چاہئے جبکہ تم مجھ پر ایسے مہربان ہو اور میری برداشت کرتے ہو۔ مگر کیا آپنے اس بات کو دریافت کرلیا ہے کہ کس سبب سے گھوڑا ایک کچا کچھ بھری ہوئی گاڑی کو لیکر پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے؟"

"نہیں۔ میں تو اس کا باعث بالکل دریافت نہیں کرسکا اس لئے میں نے مسٹر وائیٹ سے پوچھا اور انہوں نے فوراً میرے سامنے اس بات کی تشریح کردی"۔

"تعجب ہے کہ اُس نے اس امر کی تشریح کردی! یہہ درست ہے کیونکہ میں اسکو بڑے افسوس سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اچھا وہ کیا بات تھی؟"

"مسٹر وائیٹ نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ چاہا کہ ایک ستف کے ٹکڑے کو کھینچکر بلند جگہ پر ایک جھاڑی کے کنارے لیجاؤں مگر میں یہہ کر نہ سکا تاوقتیکہ میں نے

اس جھاڑی کی جڑوں اور شاخوں کو خوب مضبوط پکڑ لیا جو مجھ سے اوپر کو اگی ہوئی تھی۔ تب میں نے اس کھڑی کے کندے کو بہ آسانی اوپر کھینچ لیا۔

"ہاں۔ اس نے ایسا ہی کیا ہوگا مگر گھوڑے کے لئے تو جڑیں اور شاخیں نہیں ہوتیں جنہیں وہ پکڑے اور اگر ہوں بھی تو اُس کے لئے لاحاصل ہیں کیونکہ گھوڑے کے ہاتھ نہیں ہوتے جس سے وہ انکو پکڑ سکے"۔

"میں نے اب سمجھ لیا۔ میں تو اس سے دریافت نہ کر سکا"۔

"اچھا اب اور ہم اپنا کام شروع کریں۔ اب ہم دیکھیں کہ ہم کہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ کسی شے پر سوچنے کا طریقہ یہہ ہے کہ ہم اُسکی خواص اور فواید اور کاریگروں پر غور کریں۔ اور میں نے تم سے یہہ بھی کہا تھا جوں جوں تمہارا علم بڑھتا جائیگا توں توں یہہ طریقہ تمہارے لئے زیادہ آسان اور مفید بھی ہوتا جائیگا۔ تمکو اس بات کا ثبوت بھی ملگیا ہے کہ اس علم سے تمہاری خوشی بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور جب آخری دفعہ ملے تھے تو میں نے تمسے اسی قسم کے سوالات دریافت کئے تھے تاکہ تمہاری عقل روشن ہو جاوے اور تمکو بولنے سے پہلے سوچنے کی عادت پڑ جاوے۔ اب شاید اچھا ہوگا کہ تمکو بے پرواہی کے بڑے اثر اور پُرفکر عادت کے بڑے فواید پر جو زندگی کے عام معاملات میں سے حاصل ہوتے ہیں سوچنے کے لئے چند منٹ کی فرصت دیجاوے مسٹر وایٹ نے میرے ساتھ بھی ایسا سلوک کیا تھا اور میں تم سے اس سے بڑھکر سلوک نہیں کر سکتا"۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسٹر وایٹ کی یہہ تجویز عمدہ ہے۔

~~~~~~~~

حاجی پور میں ایک بھینس نے توام بچے دیئے دونوں ابھی تک زندہ ہیں۔

~~~~~~~~

مقبول شدہ دعائیں

واپس دینا

کامیاب دعا کا تیسرا عنصر بحالی ہے۔ اگر میں نے کسی وقت کوئی شے غیر آدمی کی لے لی ہو اور اُسکو واپس دینا نہ چاہوں تو میری دعا آسمانوں تک ہرگز نہ پہنچے گی یہہ ایک بڑی عجیب بات ہے۔ مگر میں نے اپنے درس میں اس کا ذکر بلا اس کے نتائج کے سننے کے بالکل نہیں کیا۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم کو اس جلسے میں جسمیں کہ تم اپنا درس دو گے اس بات کے ذکر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ اغلباً وہاں ایسا کوئی بھی نہوگا جو لی ہوئی چیز واپس کر دینے پر راضی ہو۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اگر خدا کی روح میرے دل کو جانچتی ہے تو ہم میں اکثر لوگ بہت سی عمدہ باتوں کو جنکا ہمیں پہلے کبھی خیال بھی نہ آیا ہے وقوع میں آتے ہوئے دیکھنے لگینگے۔

جب زکی مسیح کے ساتھ ملاقی ہوا تو اُسکے بعد حالت بالکل دگرگوں تھی۔ میں دلیری سے کہہ سکتا ہوں کہ اشیا کی واپسی کا خیال اس سے پہلے اس کے دل میں کبھی نہ گذرا ہوگا۔ اغلب ہے کہ اُس نے اس صبح کے وقت خیال کیا ہوگا کہ میں بڑا امانتدار شخص ہوں۔ مگر جب خداوند اس کے پاس آیا اور اُس نے اس سے بات چیت کی تو وہ خود ایک بالکل متفرق روشنی میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ غور کرو کہ اسکی تقریر کیسی مختصر تھی صرف ایک بات جو اُسکی بابت یہاں مسطور ہے یہہ ہے کہ "اے خداوند میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا کچھ دغابازی سے لیا ہے اس کا چوگنا دیتا ہوں" یہہ ایک چھوٹی سی تقریر ہے مگر یہہ الفاظ کس طرح مدت سے آجتک برابر چلے آرہے ہیں!

اس بات سے اُس نے اقرار کر لیا کہ میں بددیانت ہوں۔ علاوہ اس کے اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں موسیٰ کی شریعت کے تقاضوں سے بھی واقف ہوں۔ اگر کسی شخص نے کسی کا کچھ لیا ہے تو واجب ہے کہ وہ اس کا چوگنا بدلا دیوے۔ میری دانست میں آدمی کو اس نظام میں بھی ویسا ہی پورا پورا امانتدار ہونا لازم ہے جیسا کہ شریعت کے زمانہ میں تھا۔ میں تمہارے محض ان خیالات سے تنگ اور بیزار ہو گیا ہوں جنکا انسان کی زندگی سے جنکا استحکام پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ ہم خدا کا گفتہ ہی گیت اور زبور کیوں نہ گاویں اور دعائیں کیوں نہ مانگیں مگر یہہ سب خدا کے سامنے ناپسندیدہ ہونگے تاوقتیکہ ہم اپنی زندگی میں پورے پورے راست نہو ویں۔ خدا کے ایماندار لوگوں کا اس طور پر عمل کرنا ہی وہ شے ہے جو دنیا پر مسیحیت کا اثر ڈال سکتا ہے۔ یہہ اغلب ہے کہ غیروں کی اشیا کا واپس دینے کے بعد زکی کا اثر شہر میں بڑا ہی ہوا ہوگا۔

فینی اپنے ان لکچروں میں جو اُس نے نام کے عیسائیوں کی بابت لکھا یوں کہتا ہے "اگر ہر ایک شخص اپنا کام انجیل کے اصولوں کے مطابق کرے تو اس امر مطلوبہ کا کہ دنیا کے ہر شکل میں بنو سب اس کا عظیم اور مفید اور فی الحقیقہ اثر ہوگا۔ اب ذرا سلسلہ بدل دو اور ہر ایک مسیحی اپنا کام انجیلی اصولوں کے مطابق کرے۔ تو اس سے دنیا لرز اُٹھے گی اور یہہ رعد سے بھی بڑھکر گونج پیدا کر دیگا بے ایمان لوگ جب نام کے مسیحیوں کو دیکھینگے کہ وہ اپنے معاملات میں ان لوگوں کی بہبودی کے لئے کام کرتے ہیں جنسے انکو معاملہ پڑتا ہے اور یہہ کہ وہ اپنا ہی فائدہ منظور نہیں رکھتے بلکہ ہر ایک شخص دوسرے کی بہتری چاہتا ہے اور کہ کوئی دنیا کے پیمانہ سے بڑھکر اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور دنیا کی اس سے بڑھکر قدر نہیں کرتا جتنی کہ خدا کے جلال کے لئے ضروری ہے تو تم ہی بتلاؤ کہ اس کا کیا اثر ہوگا؟ دنیا اس سے حیران اور اپنے گناہوں سے نہایت ہی قایل ہو جائیگی"۔

فینی اس واپسی کو حقیقی توبہ کا ایک بڑا نشان قرار دیتا ہے "وہ جو جس نے روپیہ چرا لیا ہے اور اسکو اپنے ہی پاس رکھتا ہے تائب نہیں ہے۔ وہ اپنی چوری کا قائل تو ہو سکتا ہے مگر اسمیں توبہ نہیں ہے۔ اگر اسمیں توبہ ہوتی تو وہ

جاتا اور جسکا روپیہ اُس نے چرایا تھا اُسکو واپس دیدیتا ۔ اگر تُو نے کسی سے دغا کرکے کچھ لے لیا ہے اور تم اُسکو وہ شے واپس نہ دیدو یا اگر تجھے کسی کو کچھ نقصان پہنچایا ہے اور تم اُسکی تلافی نکرو جہاں تک کہ تمہارا فرض ہے تو تُمنے حقیقۃً توبہ نہیں کی"۔

خروج میں ہم پڑھتے ہیں "اگر کوئی شخص کسی کا بیل چُرائے یا بھیڑ اور اُس کو ذبح کرے یا اُسکو بیچ ڈالے تو لازم ہے کہ وہ ایک بیل کے عوض پانچ اور ایک بھیڑ کے عوض چار بھیڑیں دیوے۔ اور پھر اگر کوئی کھیت یا تاکستان چَراوے اور اپنے چارپائے اُس میں چھوڑ دے اور دوسرے کے میدان میں چَراوے تو اپنا اچھے سے اچھا کھیت اور بہتر سے بہتر انگوری باغ اُس کے بدلے دیوے اگر آگ بھڑکے اور کانٹوں میں جالگے ایسی کہ اناج کا ٹال یا اناج کا کھڑا ہوا کھیت یا میدان کا نقصان ہوجاوے تو جس نے آگ لگائی وہ البتہ تُوٹا دیوے"۔

یا احبار کی طرف توجہ کرو جہاں خطا کی قربانی کا قانون معین کیا گیا ہے تو صاف صاف طور پر اسی قسم کا ذکر وہاں بھی دیا گیا ہے۔

"اگر کوئی خطا کرے اور خداوند کا یہہ گناہ کرے کہ اپنے یار کی امانت میں جو اُس پاس رکھی گئی تھی یا شراکت میں یا کسی چیز کی بابت جو چھین لی گئی ہو خیانت کرے یا اپنے یار سے ناانصافی کرے یا کوئی چیز جو کھوئی گئی تھی پاوے اور اسمیں خیانت کرے اور جھوٹی قسم کھاوے۔ سو اگر وہ ان ساری باتوں میں سے ایک کرے جو آدمی کرکے گنہگار ہوتا ہے۔ پس اس سبب سے کہ اس نے گناہ کیا اور خطاکار ہوا تو چاہئے کہ یہہ شخص وہ چیز جو اُس نے چھین لی یا وہ جو اُس نے ناانصافی سے لی یا وہ جو اُس پاس امانت تھی یا وہ چیز جو کھوئی گئی تھی اور اُس نے پائی پھیر دے غرض سب کچھ جسکی بابت اُس نے جھوٹی قسم کھائی اُس قدر بھر دے اور پانچواں حصہ اُسپر زیادہ دے اور اپنی تقصیر کی قربانی گذراننے کے دن میں اُس شخص کو جس کا وہ مال ہے پھیر دیوے"۔

یہی بات گنتی کی کتاب میں بھی دوبارہ مذکور ہوئی ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ "اگر کوئی مرد یا عورت خداوند سے بیوفائی کرکے ایسا کوئی گناہ کرے جو آدمی کرتے ہیں اور تقصیروار ہوجاوے تو چاہئے کہ اپنے گناہ کا جو کیا ہے اقرار کرے اور اپنی تقصیر کا بدلا اُس کا پورا پورا پھیر دے سو اُس کا پانچواں حصہ اُسپر زیادہ کرکے اُس کو جسکا وہ تقصیروار ہوا ہو حوالہ کردے۔ لیکن اگر اُس شخص کا کوئی وارث نہو جسکو یہہ تقصیر کا بدلا دیوے تو تقصیر کا بدلا خداوند کیلئے کاہن کو دیوے کفارہ کے مینڈھے کے سوا جس سے اُسکا کفارہ دیا جاتا ہے پہنچایا جاوے"۔

ایک جاپانی اور بائبل

ذکر ہے کہ ایک پادریصاحب ولایت میں اول درجہ کی گاڑی میں ریل پر سفر کررہے تھے مگر وہ اُس کمرے میں بالکل تنہا تھے اور انکا جی اکیلے میں نہ لگتا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایسا واقعہ ہوا کہ ریل ایک اسٹیشن پر پہنچی اور فوراً ہی ایک جاپانی نے آکر اُس کمرے کا دروازہ کھولا اور گاڑی میں چلا آیا۔ وہ بڑا شریف اور شائستہ تھا مگر بشرے سے وہ یورپین معلوم نہوتا تھا جب وہ پادریصاحب ایسی سوچ میں تھے کہ یا الٰہی یہہ معزز کس ملک کا ہے تو اُس جاپانی نے چند الفاظ فرنچ میں بولے اور تب گفتگو کھلم کھلا شروع ہوگئی اُس نے کہا "میں جاپانی ہوں اور یہاں کئی اشخاص کے ساتھ آیا ہوں کہ یورپ کی زبان اور رسمیات سیکھوں۔ گذشتہ موسم سرما میں نے لندن میں صرف کیا اور اب میں جنوا کو جاتا ہوں اور وہاں سے اٹلی کو جاؤنگا اور منشا یہہ ہے کہ زبان سیکھوں"۔ پادریصاحب نے پوچھا "آپنے انگلینڈ کو کیسا پسند کیا ہے؟" اُس نے کہا۔ "او! حقیقت میں نہایت ہی عمدہ خیال کرتا ہوں۔ انگلینڈ ایک بڑا ملک ہے۔ اور بڑا ہی متمول اور بڑا ہی کامیاب"۔ وہ بڑی فصاحت سے انگریزی میں پادریصاحب کے ساتھ بات چیت کرتا رہا۔ پادریصاحب نے دریافت کیا "ذرا بتلاؤ تو سہی۔ کہ جب آپ انگلستان میں تھے تو کیا آپنے مسیحیوں کی کتاب بائبل کو بھی دیکھا؟" اُس نے کہا "ہاں دیکھا ہے۔ اور کتاب بہت ہی عمدہ ہے۔ مگر مسیحی لوگ اُسپر یقین نہیں رکھتے"۔ اس جواب سے پادریصاحب پر بڑا بھاری اثر ہوا اور انہوں نے کہا۔ "آپ کیوں کہتے ہیں کہ مسیحی لوگ بائبل پر یقین نہیں رکھتے"؟ جاپانی نے جواب دیا "اس لئے کہ کتاب تو حقیقۃً بہت ہی عمدہ ہے مگر لوگ ویسے ہی خراب ہیں جیسے ہم ہیں۔ بلکہ ہم سے بھی خراب"۔ پادریصاحب نے کہا "ایسی باتیں مجھے اُس بات پر سوچنے کی طرف متوجہ کرتی ہیں جو بائبل ایسے آدمیوں کی بابت کہتی ہے جو محض نام کے مسیحی ہیں نہ کہ اصالتاً"۔ اور انہوں نے اپنی انجیل اُٹھائی اور رومی ۲: ۲۳ و ۲۴ کی طرف اشارہ کرکے اُسکو کہا "ذرا اِدھر دیکھنا"۔ اُس نے اُن آیات کو بڑے غور و فکر کے ساتھ پڑھا اور بڑا متفکر نظر آیا اور کہا "میں بدھ کا پیرو ہوں۔ مگر بائبل مجھے نہایت عمدہ کتاب معلوم ہوتی ہے"۔ پادریصاحب نے کہا۔ "اور تم صرف زبانی مسیحیوں کے چال چلن سے متنزل ہوگئے"؟ اُس نے جواب دیا "کہ ہیں تو متنزل ہوگیا تھا"۔ پادریصاحب نے کہا "تمہارے جواب سے میرا خیال رومی ۲: ۱۴ و ۱۵ پر جا پڑا۔ دیکھو خدا کی شریعت ضمیر میں لکھی ہوئی ہے ایسا کہ جھوٹے مذہبی تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی ہر ایک وجود انسانی درست اور غلط بات میں امتیاز کرسکتا ہے۔ اور اسی لئے وہ برائی کو پسند کرنے کا ذمہ وار ہے۔ اور اسی لئے دیکھو نجات دہندہ کیا کہتا ہے (یوحنا ۳: ۱۹) اور سزا کے حکم کا سبب یہہ ہے کہ نور جہان میں آیا اور انسان نے تاریکی کو نور سے زیادہ پیار کیا"۔ اُس نے کہا "یہہ بالکل سچ ہے ہم بھی مانتے ہیں کہ ایک نیک روح ہے اور ایک بد"۔ پادریصاحب "اب ذرا اس امر کی طرف غور کرو جو ہم سب کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ آپ کیا یقین کرتے ہو کہ جب تم فوت ہوجاؤگے تو تمہاری روح کہاں جائیگی"؟ اُس نے جواب دیا "او! ہم تو یقین کرتے ہیں کہ ہم اپنے بزرگوں کے پاس جائینگے"۔ پادریصاحب "مجھے بتلاؤ کہ کیا آپ کے بزرگ دوسرے عالم میں خوش ہیں یا دکھ میں"؟ اُس نے جواب دیا "یہہ کوئی نہیں بتلا سکتا"۔ پادریصاحب نے کہا "اب ذرا دیکھو خدا کی کتاب کیا تعلیم دیتی ہے۔ سبھوں نے گناہ کیا ہے اور گناہ کی مزدوری موت ہے۔ ہماری ضمیر بھی یہی بتلاتی ہے ۔ خدا کی بخشش ہمارے

خداوند یسوع مسیح کے ذریعہ ہمیشہ کی زندگی ہے (رومی ۶: ۲۳) ہم بخشش کو خرید نہیں سکتے مگر اُسکو قبول یا رد کر سکتے ہیں۔ اب تو ہم فرض کریں کہ ایک بدھ مذہب کا پیرو اس تاریک پردے کو اٹھا سکتا ہے جو ازلیت کو ہماری نظروں سے مستور کئے ہوئے ہے۔ وہ پوچھتا ہے وہاں کونسی شے ہے جسکی وہ انتظاری کرتا ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں ہے لیکن مسیحی۔ ایک گنہگار جس کے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ اس پردہ تک پہنچ جاتا ہے اور جب پہنچ چکتا ہے تو وہ اس جگہ ایک آواز سُنتا ہے جو یہ کہتی ہے "مبارک ہیں وہ مردے جو خداوند میں مرتے ہیں" (مکاشفہ ۱۴: ۱۳) اور خدا نے اپنے پیار کرنیوالوں کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ آدمی کے دل میں آئیں۔ (۱ قرنتی ۲: ۹) اسپر وہ جاپانی نہایت ہی متاثر ہوا اور کہا "یہ فی الحقیقت خوشنما ہے۔ اور جدا ہوتے ہوئے اس نے پادری صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا جب میں وہاں پہنچونگا تو بائبل لونگا اور بڑے غور سے اس کا مطالعہ کرونگا" پادری صاحب نے کہا اور خدا سے عرض کرنا کہ وہ تمہیں حقیقی نور عنایت کرے" جاپانی نے جواب دیا کہ ہاں میں ایسا ہی کرونگا۔

ریویو آف ریلیجنز ص۱۱ جلد نومبر

مرزا کا سیالکوٹی لکچر

صفحہ ۲۳ "انجیل میں حکم نہیں کہ توریت میں سور حرام ہے۔ اور میں تم پر حلال کرتا ہوں"

لیجئے قادیانی نے انجیل کی تعلیم کا نقص بنا دیا۔ مرزا صاحب۔ جسطرح آپ روحانی سور مارنے کے شکاری اپنے آپ کو ٹھہراتے ہیں۔ اصل مطلب سور کا وہی ہے۔ یاد رہے کہ مسیحیت کھانے پینے کا مذہب نہیں۔ اس کا کمال ربنا المسیح نے یوں بتایا۔ کہ جو چیز پیٹ کے اندر جاتی ہے۔ انسان کو ناپاک نہیں کرتی۔ ناپاک کرنے والی چیزیں اندر سے نکلتی ہیں۔ خون چوری زناکاری۔ حرامکاری۔ بدنظری یہ اصل سور ہیں۔ جسکی بابت قرآنی تعلیم ناقص ہے۔ سور کھانے سے انسان ناپاک نہیں ہوتا۔ مگر سور کی عادتوں سے۔ سور کی عادتیں شہوت وغیرہ ان عادتوں کی بابت یہودیوں کی طرح محمدیوں کو ذرا پروا نہیں۔ یہی یہودی جو سور سے نفرت کرتے تھے۔ المسیح کے قاتل ٹھہرے۔ جیسے آجکل آپ المسیح کے مخالف ہیں۔ اسلام میں سور۔ سود۔ شراب یکساں حرام ہے۔ سور کھانے والوں سے انکو نفرت ہے۔ مگر سود خوار۔ اور شرابی محمدی آپ کے پیرو ہو سکتے ہیں۔ کلمہ گو۔ سود کھاویں۔ شراب پیویں۔ تو مضائقہ ندارد مگر سور نہ کھاویں۔ اس لئے کہ انگریز کھاتے ہیں۔ تو اسلام کھانے پینے کا مذہب ہے۔ مگر مسیحیت الٰہی روحانی زندگی سے واسطہ رکھتی ہے۔ انجیل میں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ کھانا ہمکو خدا سے نہیں ملاتا۔ خدا کی بادشاہت کھانا پینا نہیں۔ کھانا پیٹ کے واسطے۔ اور پیٹ کھانے کے واسطے۔ مگر خدا ان دونوں کو برباد کریگا اب اس پاک تعلیم کا مقابلہ قرآن سے کر لیجئے کچھ نسبت ہے؟ نقص کہاں ہے۔ اسلام کی پاکی و ناپاکی کی حقیقت ہمکو سب کچھ معلوم ہے۔ اور ان محمدیوں کے اسلام سے بھی ہم واقف ہیں جو انگلینڈ تعلیم پانے کو جاتے ہیں۔ اور کیا کھاتے ہیں۔ ضرورتاً اسلام میں کتا اور سور حلال ہو جاتا ہے۔

اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی بتائیے
معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدے سے ابھی منہ چھپا کے تم
دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی

صفحہ ۲۶ "وہ لوگ اعلےٰ مراتب دین کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جسکی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں نہیں پائی جاتی۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے"۔

مرزا صاحب آپ کنکا ذکر کر رہے ہیں عربوں کا یا ترکیوں کا۔ کابلیوں کا یا ایرانیوں کا۔ ہر ایک محمدی ملک کے صدق وفا کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود ہے۔ میں کئی بار ان باتوں کو بیان کر چکا ہوں۔ بکریوں کی طرح ذبح ہونے کی تو نہیں۔ البتہ غیر مذاہب کے پیرو کو ذبح کرنے کی ہزارہا مثالیں موجود ہیں حضرت محمد کا ۵۰۰ یہود کو مدینہ میں ذبح کرنا۔ عمر کا بیت المقدس میں یہود و نصاریٰ پر ظلم کرنا ترک کا آرمینیوں کو معدوم کرنا۔ شاہان اسلام کا ہند میں اہل ہنود کو جبراً محمدی بنانا۔ یا قتل کرنا۔ اسلامیوں ہی نے اپنی تواریخوں میں لکھا ہے۔

سوال   اے کہ ہستی غنیم شہر چتوڑ
کافران را چہ طور مے گیری
جواب   من کہ ہستم غنیم شہر چتوڑ
کافران را بجور مے گیرم

عرب کی حالت جو کچھ ہے۔ وہ حاجیان مکہ سے دریافت کرنی چاہئے۔ بہت دور کیوں جاؤ بیگم صاحبہ بھوپال ہی سے دریافت کر لو۔ بھلا میں تو مسیحی ہوں۔ آپ کہینگے کہ ناحق الزام لگاتا ہے۔ حضرت ذوق جو شاہ ظفر کے اُستاد تھے۔ اور پکے محمدی تھے۔ اُن کے قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مکے سے سلامتی سے واپس آنا گویا موت سے بچ کے آنا ہے۔ ذوق۔

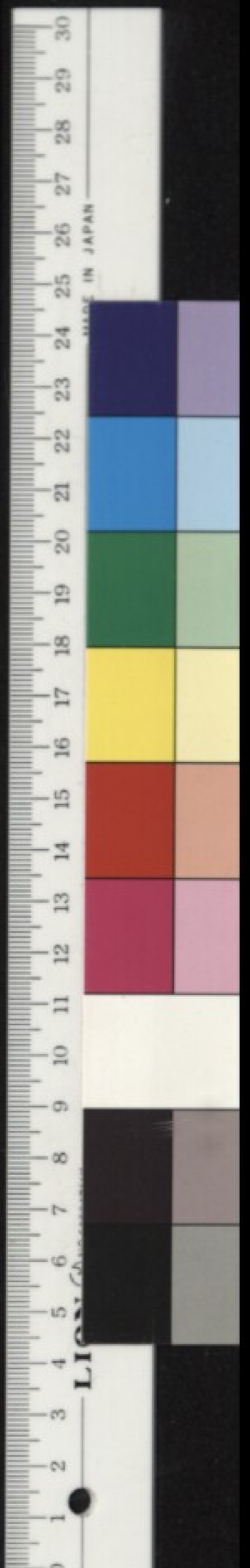
گر آب کے پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

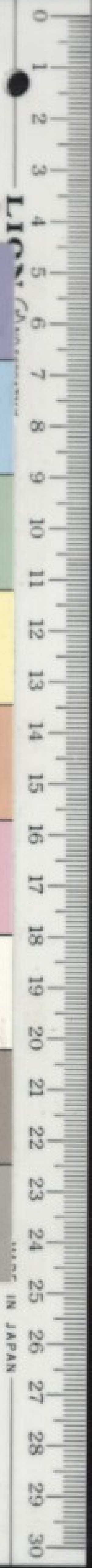
آپ بھی ذرا چار قدم ہندوستان سے باہر کسی محمدی ملک میں جا کر دیکھ لیں۔ جیتے واپس آجاؤ۔ تو ہم ذمہ دار۔ ایک ہی آپ کا مرید کابل میں پہنچا تھا صدق و وفا والوں نے اُسے ٹھکانے لگا دیا۔ مرزا صاحب آپ کی سب شیخی اس عادل گورنمنٹ کے زیر سایہ ہے۔ ذرا محمدی سایہ میں جاکے صدق و وفا کا امتحان کر آئیے۔ حضرت مرزا صاحب چلئے۔ آپ کی مسیحیت سے آپکے محمدی بھائی بھی فیض اٹھاویں ذوق

مسجد میں بیٹھے کیا ہے چلو میکدے میں ذوق
اُٹھو کہیں وظیفہ بہت بڑبڑا چکے۔

باقی آئندہ

راقم رحمت مسیح واعظ۔





جنگ جاپان اور روس کا فیصلہ

مصالحت کی مجلس قلعہ انگلس فرٹ میں جو الیوفشان کے نزدیک واقعہ ہے منعقد ہوئی۔ روسیوں کی طرف سے کرنل لائس اور جاپانیوں کی طرف سے جنرل آئجی مقرر ہوئے۔ مصالحت کا عمل بڑی یکدلی اور بیرونی ہمدردی اور اندرونی دوستی کے اظہار سے شروع ہوا۔ ہر دو نے ایک دوسرے کے ساتھ اپنی اپنی شجاعت کے اظہار سے سلام کیا۔ شرائط مصالحت میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ جسقدر روسی سپاہی اب موجود ہیں وہ سب کے سب اسیر جنگ ہو کر جاپان کے حوالہ کر دئیے جاویں ؛

جنرل سٹوسل نے ذیل کے الفاظ میں روسی محصورین کی تکالیف اور دکھ کی رپورٹ اس شام کو زار تک پہنچائی جبکہ کاغذ مصالحت پر دستخط ہو رہے تھے ؛

"قلعہ کی حالت نہایت ہی دردناک ہے۔ ہمارے بڑے بڑے دشمن حقیر ہیں۔ جس سے کہ لوگ پست ہو تے جاتے ہیں اور جنہیں سے صرف معدودے چند ہی غیر متاثر ہیں اور گیارہ انچی گولے لگاتار کام کرتے ہیں جسے ہمکو بہت صدمہ پہنچا کیونکہ کوئی پناہ نہ تھی۔ اعلیٰ درجہ کے افسران کی ایک تعداد ضائع ہو گئی ہے اور دس افسران میں سے تین قتل ہو چکے ہیں اور تین زخمی ہیں۔ یہ ہمارے سخت نقصانات کی چند ایک مثالیں ہیں" ؛

چیفو کے روسی افسران کہتے ہیں کہ جنرل سٹوسل کی فوج میں جو پورٹ آرتھر پر تھی دراصل ۴۵ ہزار آدمی تھے جنہیں سے گیارہ ہزار آدمی قتل ہو گئے سولہ ہزار مجروح دیمار میں اور آٹھ ہزار قلعہ میں ہیں۔ ایام محاصرہ میں ۷۵ فیصدی جنگ کے ناقابل تھے ؛

چیفو کا ایک بحری افسر روسیوں کے نامہ نگار کو خبر دیتا ہے کہ جنرل سٹوسل کی اطاعت کی خبروں سے سپاہی لوگ نہایت ہی خوش ہوئے کیونکہ ایک ماہ کا عرصہ گذرتا ہے کہ انہوں نے بڑے سخت زخم اٹھائے تھے خراب خستہ لوگ صرف تھوڑے ہی سے ہیں جو اب جاپانیوں کے مطیع ہو گئے ہیں اور پورٹ آرتھر کے بڑے بڑے پبلک ورکس ہیں سے کچھ بھی جاپانیوں کی خاطر بچ نہیں رہا۔ سب کا سب برباد ہو گیا ہے جنرل سٹوسل تو ابھی بھی جنگ کرنا چاہتا تھا مگر اپنے اسٹاف کی منت و سماجت سے اطاعت پر راضی ہو گیا۔ انہوں نے اسکو بتایا کہ گویا اب بالکل رہ چکے ہیں اور نہ ہی ہمارے پاس کچھ سامان ہی رہا ہے۔ مجھے پورٹ آرتھر کو صرف سنگینوں ہی سے بچا رکھا تھا۔ مثلاً ارلنگ شان میں جہاں پر محصورین مشین گن کے مقابلہ میں سنگینوں ہی سے جنگ کرکے فوت ہو گئے۔ جنرل نوگی نے پورٹ آرتھر کو توپوں اور بندوقوں سے لیا اور اس کا دار شاذ ہی خالی جایا کرتا تھا۔ میٹرل کا سر ہو جانا جسمیں ہمارے پانچ ہزار مارے گئے تھے انجام کا شروع تھا۔

روئٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے خبر دیتا ہے کہ اطاعت کی شرائط میں گیارہ آرٹیکل (دفعات) ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ محصورین اور افسران اسیران جنگ ہیں۔ تمام قلعے اور سامان انکا جاپانیوں کے حوالے کیا جائیگا اور اگر روسی لوگ انہیں سے کچھ بھی برباد کر دینگے تو اطاعت قبول نہ کیجائیگی۔ جاپانی اپنے کام میں آزاد ہونگے اور روسی لوگ اپنے قلعوں کا اور سرنگوں کے واقع کا پورا پورا پتہ دیں اس سخت مخالفت پر غور کرکے جو عمل میں آئی تھی روسی افسران کو اجازت دیجاتی ہے کہ وہ تلواریں اور نجی سامان اپنے قبضہ میں رکھیں اور وعدہ کی شرط پر انکو روس واپس جانے کی اجازت ہے۔ پلٹن اور کمپنیاں اپنی اپنی وردیاں پہنکر اور اپنا اپنا زادراہ اٹھا کر اپنے اپنے افسروں کے ماتحت ہو کر اس جگہ فراہم ہوں جس جگہ کو جاپانی منتخب

کارپس مقرر کریگی۔ بیماروں اور مجروحوں کی خبر لینے کے لئے نوکر انہیں میں سے رکھے جائینگے ؛

ہمارے جناب ملک معظم نے جہاز اندرومیڈا میں اسی ٹن ادویات وغیرہ لاد کر پورٹ آرتھر کے مجروحوں اور بیماروں کے لئے روانہ کر دیا ہے۔ وہ ویہائے وئی سے روانہ ہو گیا ہے۔ اسمیں ساڑھے تین سو بسترے اور ایک لاکھ پونڈ خوراک بھی بھیجی ہے ؛

جنرل سٹوسل زار کو اپنا علانیہ اطاعت کی بابت رپورٹ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شاہ معظم ہمیں معاف فرماوینگے۔ ہمنے سب جو ہماری انسانی طاقت میں تھا کر لیا۔ عدل کریں مگر رحم فرماویں ؛

پورٹ آرتھر کا آخری نظارہ۔ لندن ۲ جنوری پورٹ آرتھر کا آخری نظارہ ہولناک اور ہیبتناک تھا۔ آخری حملہ پانچ رات دن جاری رہا اور آتشی گولے برابر ترقی پر ترقی کر رہے تھے۔ ماہ گذشتہ کی ۳۱ کو ۴ بجے شام کے وقت قلعہ فتح ہو گیا اور جاپانی بلا روک ٹوک اس کے اندر گھس گئے مگر روسی بھی جان توڑ کر قدم قدم پر لڑتے رہے۔ لوگوں میں بڑا جوش اور ولولہ تھا اور خون کے نالے بہ رہے تھے۔ نیا سال شروع ہوا مگر اہل جنگ بڑی سختی اور صعوبت سے لڑ رہے تھے مگر تیسرے پہر روسی آگ فرو ہو گئی کیونکہ گولہ بارود ختم ہو گیا تھا اور یاس کے عالم میں ہو کر انہوں نے اپنی ہی سرنگوں کو آگ لگا دی اور اپنے ہی جنگی جہازوں کو اڑا دیا۔ ایک بجے وہ مطیع ہو گئے ؛

جو چٹھی رسان ۵ سال خدمت کر چکے گا اسکو بعد رعایتی رخصت کی بھی رعایت دی جاوے گی یکم جنوری سے ؛

فیروزپور اسٹیشن پر کمسریٹ کا ایک بابو ریل کی پٹڑی پر سے جا رہا تھا کہ ریل اس پر آگئی اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا

مُراسلات

المسیح نے کیا کیا ہے؟

یہ ایک ضروری اور لازمی سوال ہے جس کا جواب ذیل میں درج کیا جاتا ہے غور فرمائیے۔

(۱) مجسم ہوا (ہماری صورت لی) یوحنا ۱: ۱۴۔ عبرانیوں ۲: ۱۴۔

(۲) اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ عبرانیوں ۹: ۱۴ و ۱۰۔ عبرانیوں ۱۰ باب ۱۲ آیت۔

(۳) راستباز نے ناراستوں کے لئے دکھ اٹھایا ۱۔ پطرس ۳: ۱۸ آیت۔

(۴) ہمارے بدلے لعنتی بنکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ گلتیوں ۳: ۱۳ و مکاشفات ۵ و ۹۔

(۵) رحمدل۔ دیانتدار۔ سردار کاہن بنا عبرانیوں ۲: ۱۷۔

(۶) راستباز ایمان دار کے لئے اعمال ۱۳: ۳۹

(۷) اپنے لوگوں کو خرید کیا۔ ا قرن ۶: ۲۰ آیت

(۸) اُس نے راستبازی ظاہر کی رومیوں ۲: ۲۲ آیت۔

(۹) مقدسوں کے ہموطن بنا دیا افسیوں ۲: ۱۹۔

(۱۰) بادشاہت دی لوقا ۱۲: ۳۲ آیت۔

(۱۱) ایسی بادشاہت جو ہلنے کی نہیں عبرانیوں ۱۲: ۲۸ آیت۔

پس اب

جبکہ وہ گڈریا ہو کر آواز دیتا ہے کہ میرے پیچھے آؤ۔

مالک ہو کر .... میرے قبضے میں رہو

نجات دہندہ ہو کر .... میرے پاس آؤ

اُستاد ہو کر .... مجھ سے سیکھو

دکھیا ہو کر .... میرے لئے کھو لو

دوست ہو کر .... تمہاری اصلاح کرونگا

معالج ہو کر .... تمہیں نیا بناؤنگا یا تندرست کروں گا۔ تو کیوں اُس کی نہیں سنتے ہو؟

اب سمجھ میں آگیا کہ المسیح نے کیا کیا ہے۔ اب بھی دیری کرو تو افسوس ہے آپ کو خوشخبری دے دی کاش کہ آپ قبول کر لیتے۔

راقـــــم

بی۔ اے۔ شرف

از گورداسپور پنجاب

خلعت آریہ

ڈیر ایڈیٹر صاحب اخبار گہر بار میں ۱۱ نومبر کو ریویو نہایت بلاغت و فصاحت سے اس کتاب پر نکلا تھا اس خاکسار نے بھی اس کتاب کا معاینہ کیا اور اُس کے مالہ و ماعلیہ پر غور تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب دراصل ایک گنجینۂ علم کلام ہے جس کی ضرورت ہر اہل مناظرہ کو لازمی ہے اسمیں جو طرز بے تکلفانہ بیان کا رکھا ہے وہ مخصوص سمجھنا چاہیے خاصکر اس زمانے کے عیسائیوں میں ایسی کتاب کا تالیف کرنا اگر لائق حیرت نہیں ہے تو بضرور ہی قابل عبرت ہے۔ ہمکو افسوس اس امر کا ہے کہ عیسائی لوگوں میں بہت کم مادہ اس کتاب کے سمجھنے کا ہے جس کی بابت خود مولف کتاب پادری ڈی ولس صاحب شاکی ہیں کیونکہ مولف نے سہ سالہ محنت سے اس فن کو حاصل کرکے قلم اٹھایا ہے اگرچہ اسپر ریویو اخبار تالیف و اشاعت وایڈورڈ گزٹ وغیرہ میں بہت وصاحت سے ہوا ہے الا ہمکو افسوس ہے کہ قوم نے اسکی طرف خاص توجہ کیوں نہیں فرمائی عیسائیوں کے لئے تو یہ رسالہ واسطے مناظرہ آریہ کافی ووافی ہے بلکہ اُن کو لازم ہے کہ اپنے درس علم الٰہی میں اِس کی تعلیم دیں اور معانی و اصطلاحات کو ازبر کرکے حضرات آریہ کی پورے طور پر رکاکت مذہبی کو ثابت کریں اسکی طرز بیان اور طرز مناظرہ پر ہر اہل عقل کو دلبستگی ہوتی ہے جو دلچسپ مناظرہ روح و مادہ کے قدیم نہ ہونے پر کیا ہے اور اخلاق آریہ کے نقصانات دکھائے ہیں اور وید کا کتاب الہامی نہ ہونا خود وید اور کلام دیانند جی سے ثابت کیا ہے۔ یہ ایسے گر ہیں کہ مولف موصوف کا شکریہ قوم پر واجب ہے قوم آریہ میں بھی جو منصف مزاج ہونگے وہ بھی مولف کی تحقیقات اور حسن بیان پر آفرین کرینگے کیونکہ اُنکی ہدایت اور مذہب کے رکاکت پر ایک عالمانہ انداز سے نظر ڈالی گئی ہے اور اہل تعصب کے لئے بھی یہ رسالہ مفید ثابت ہوگا کیونکہ مولف کی جرح بر حرف لفظ نہیں کر دینے سے خود انکو تسکین نہ ہوگی تاوقتیکہ اپنے اطمینان دلی کو کتب مذہب سے مطابق نہ کریں میں امید کرتا ہوں کہ جملہ مذاہب مثل اہل اسلام و ہنود و آریہ و عیسائیان سب اس کتاب کے مطالعہ سے فایدہ حاصل کرینگے اور مولف کی بے بہا محنت پر آفرین فرمائینگے

بر رسولان بلاغ باشد و بس

یہ کتاب ۱۲ قیمت پر پادری ڈی ولس شاہجہان پور سے طلب کیجئے

الراقـــــم

حافظ مظہر الاسلام۔ شاہجہاں پور تاجو خیل

لندن میں ایک مستقل پولٹیکل مشن قائم کرنیکی تجویز ہے۔

کانگرس کا آیندہ جلسہ بنارس میں ہوگا۔

چینی گورنمنٹ کا سفیر معاہدہ تبت کے تصفیہ کے لئے کلکتہ کو آیا ہے۔

بجواڑہ میں پلیگ کا بڑا ہی زور ہے۔

مسیح اور ابلیس ؞

خداوند مسیح کے مخالفوں اور سخت سنگ دل مخالفوں نے اُسکی قدوسیت پر صریحاً شہادت دی اور کہا کہ میں اس راستباز کے خون سے پاک ہوں (متی ۲۷ : ۲۴) پس اِس قاعدہ کے بموجب کہ "الحق ما شہدت بہ الاعدا" بیشک خداوند مسیح لوث گناہ سے بالکل پاک صاف تھے چنانچہ وہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے" (یوحنا ۸ : ۴۶) اے میرے محمدی بھائی اس تحدی پر غور کیجئے کہ آدم کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک کسی فرد بشر نے ایسا دعویٰ کیا؟ حاشا کہ کسی نے بھی ایسا دعویٰ کیا ہے تو اس کا پتہ دو ؞

اور قرآن شریف کو بھی از اول تا آخر غور سے مطالعہ کر دیکھو خداوند مسیح کی قدوسیت کاملیت اور الوہیت کے اور کچھ نہیں پاؤ گے بمصداق "مشت نمونہ از خروارے" قرآن کی چند آیات ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ میرے دعوے کی تصدیق اور مخالفین کی تردید ہو جائے ؞

(۱) اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسے بن مریم وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین۔ جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم خدا تجھکو اپنے اِس حکم کی خوشخبری دیتا ہے اس کا نام عیسٰی ابن مریم ہے دنیا و آخرت میں مرتبہ والا اور مقرب بندوں میں سے۔ عمران ؞

(۲) قال انما انا رسول ربک لاہب لک غلاماً ذکیا "میں تیرے پروردگار کا رسول ہوں تاکہ تجھکو ایک پاک طینت (یعنی لوث گناہ سے پاک) لڑکا دوں (سورہ مریم) ان آیتوں سے واضح ہے کہ خداوند مسیح نہ صرف معصوم بلکہ شافع محشر بھی ہے۔ پس ان صریح آیتوں پر بھی اگر محمدی صاحبان غور و خوض نکریں تو خدا اُن سے سمجھے اور بس ؞

اب یہہ امر بحث طلب ہے کہ قیامت میں آیا محمد صاحب شفیع ہونگے یا خداوند مسیح اور یہہ کہ شفاعت کیلئے کونسی شرطیں

معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک گنہگار کو سزا ملنا ضروری ہے پس کیونکر محمد صاحب شفاعت کر سکتے ہیں اور عصاۃ نجات دے سکینگے۔ پس قاعدہ مقررہ کے بموجب لازم ہے کہ شفاعت کنندہ خود دعوے کرے کہ میں گنہگاروں کو نجات دونگا۔ اور چونکہ محمد صاحب نے (بجز خداوند مسیح کے) ایسی دعوے نہیں کیا ہے لہذا محمد صاحب کسی عاصی کو نجات نہیں دے سکتے ہیں ؞

محمدیوں کے جلیل القدر علما کے اقوال سے بھی ثابت ہے کہ محمد صاحب ہرگز شفاعت نہیں کرینگے۔

علاوہ بریں محمدیوں کے جلیل القدر اشخاص کے اقوال سے بھی ثابت ہے کہ فی الحقیقت محمد صاحب قیامت میں شفاعت نہیں کرینگے بلکہ انکی نجات صرف اُن کے اعمال ہی سے ہوگی اور بس چنانچہ محمد صاحب کے خلیفہ اول ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ "کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل۔ سوء اعمالی کثیر وزادی طاعتی قلیل" اے خداوند میرا حال قیامت کو کیسا ہوگا کیونکہ میرے عمل کی برائی بہت ہے اور میری بندگی کم ہے ؞

غور کا مقام ہے کہ اگر محمد صاحب فی الحقیقت شفیع ہوتے تو ضرور خلیفہ ابوبکر بجائے اس کے کہ اپنے اعمال پر بھروسا کرے محمد صاحب کی شفاعت پر بھروسا کرتے۔ مگر چونکہ انکو معلوم تھا کہ محمدیوں کی نجات صرف اعمال ہی پر ہے لہٰذا انہوں نے اعمال کے ذکر پر اکتفا کیا ؞

نیز محمد صاحب کے خلیفہ رابع حضرت علی فرماتے ہیں۔ الٰہی عبدک العاصی اتاک مقراً بالذنوب وقد دعاکا۔ فان تغفر فانت لذاک اہل۔ وان تطرد فمن یرحم سواکا۔ اے خداوند تیرا گنہگار بندہ آیا ہے۔ اور گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے تجھے پکارتا ہے۔ پس اگر تو اس کو بخشے تو یہہ تیرے لئے زیبا ہے اور اگر تو اس کو نکال دیگا پس کون تیرے سوا اُسپر رحم کریگا ؞

اب دیکھئے کہ حضرت علی کیسا گڑگڑاتا ہے اور خدا سے کہتا ہے کہ تو بخشنے اور نجات دینے والا

نور افشان

۹



والا ہے اور تیرے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا ہے۔ بھلا اگر محمد صاحب نجات دہندہ ہوتے تو اس کے ایک معزز خلیفہ کا یہہ حال ہوتا اور وہ اُنکی شفاعت کا ذکر نہ کرتا ✤

ایضاً مولوی رومی جو کہ زبردست اور کامل عالم وصوفی شخص تھے اور جنکا یہہ دعوٰی ہے کہ سر قرآنی کو انہوں نے خوب سمجھا ہے لکھتے ہیں کہ از مکافات عمل غافل مشو۔ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ یعنے اعمال کی مکافات سے غافل مت ہو۔ کیونکہ گیہوں سے گیہوں اور جو سے جو پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح بدی کا بدلہ سزا اور نیکی کا بدلہ جزا ہونگے یہہ شعر گویا کہ بعینہٖ اس آیت کا ترجمہ ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ الخ ✤

اُمید ہے کہ اب کوئی محمدی اس بات میں شک نہیں کریگا کہ فی الحقیقت انکی نجات صرف اعمال ہی سے ہے اور بس۔ پس قرآن شریف سے سوائے نجات بالاعمال کے اور کسی طرح کی شفاعت متصور نہیں ہے۔ اور نجات بالاعمال غیر ممکن اور خلاف عدالت ہے دیکھو گذشتہ صفحوں میں ✤ ۱۰

محمدیوں کی نجات اعمال سے بھی ناممکن ہے } اب ہم اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو اعمال سے نجات ملنا بھی محال ہے چنانچہ میں نے پرچہ الحق میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے یہاں تفصیلاً بیان کرتا ہوں قرآن شریف سے یہہ بات اچھی طرح ثابت ہے۔ شاید تم کہو کہ اس آیت میں لفظ ذنب یا اثم موجود تو نہیں ہے تم نے گناہ کو اس آیت کے ترجمہ میں کیوں غلط لکھا ہے تو ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں کہ بے شک اس آیت میں لفظ ذنب یا اثم تو نہیں ہے مگر لفظ وزر موجود ہے جس کے معنی گناہ ہے جیسا کہ صراح میں لکھا ہے کہ الوزر بفتحین الملجأ واصلہ الجبل والوزر الاثم والثقل الخ اور انقاض کثرت گناہ پر دلالت کرتا ہے۔ شرح مواقف میں لکھا ہے کہ یہہ ترک اولٰی ہے اس میں چنداں باک نہیں ہے۔ مگر جو

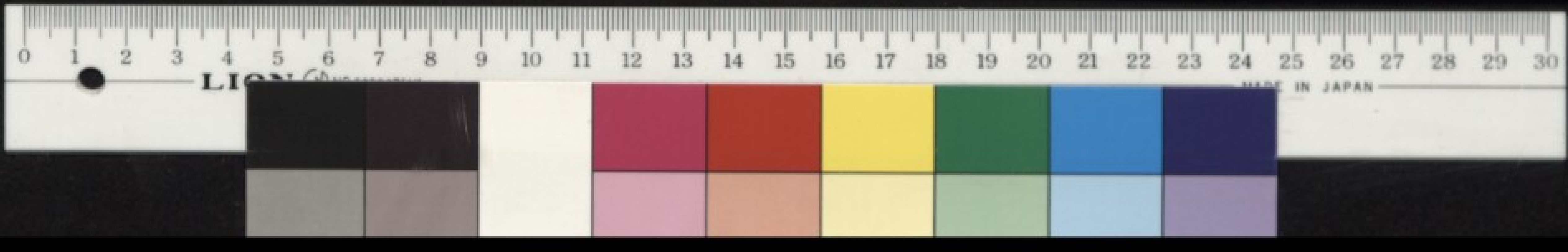
ایسا ہو وہ گنہگار ہے۔ نیز دیکھو تفاسیر

دوت ۵ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر تاکہ بخش دے اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ کو شارح شرح مواقف لکھتا ہے کہ "یجوز ان یصدر عنہ قبل النبوہ صغیرتان احدٰہما تتقدمہ علی الاخرٰی" یعنی جائز ہے کہ صادر ہوئے ہوں آنسے قبل النبوہ کے دو گناہ صغیرہ اسطرح کہ ایک دوسرے پر مقدم ہو غرض آنکہ محمد صاحب نے البتہ گناہ کیا ہے اور ضرور گنہگار ہیں۔ خواہ اہل اسلام اسکو ترک اولٰی سے تعبیر کریں یا کوئی اور صیغہ اس کے لئے وضع کریں ✤

اے میرے محمدی بھائیو غور سے دیکھو اور سمجھو تعصب کی پٹی کو اپنی آنکھوں سے دور کرو اور تحقیق مذاہب پر دل و جان سے کوشش کرو اور مسیحی مذہب کی تحقیق کو اپنے پر فرض العین جانو تاکہ حیات ابدی کے مستحق اور جنت الماوا کے وارث بنجاؤ ✤ ۱۱

پس بہر صورت ثابت ہو چکا کہ محمد صاحب گنہگار تھے۔ چونکہ وہ گنہگار تھے لہٰذا شفیع کے محتاج ہیں پس انکی شفاعت ممتنع اور محال ہے۔ چنانچہ آگے چل کر وضاحت سے بیان کرینگے۔ کہ محمد صاحب کبھی شفاعت نہیں کر سکتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ محمد صاحب کی امتناع شفاعت ثابت ہو جاوین اس امر کو ثابت کرنا ضروری ہے کہ مطابق انتظام الٰہی دنیا میں ایک بیگناہ اور بے عیب شخص ہے یعنی خداوند مسیح اور بس ✤

حضرت مسیح کی معصومیت از انجیل و قرآن } عالم میں ایک ہے جو کہ بے گناہ ہے خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اوٹھا لیجاتا ہے یعنی خداوند مسیح جسکی حیات ہر ایک پہلو سے کامل قدوسیت کے جامع اور سرچشمۂ حیات تھی جسکو ذرہ بھی تمیز ہو وہ اُس کے اقرار کے بغیر باز نہیں رہ سکتا ہے کہ دنیا میں ایک ہے جو محض بے عیب اور پاک ہے یعنی نجات دہندہ خداوند





واقعات اور رائیں

فٹ بال میچ کا جھگڑا لاہور کے انگریزی اخبار دی پنجابی نے اُس افسوس ناک تنازعے کے فیصلہ کی مخالفت میں نہایت زبردست نوٹ شائع کیا ہے جو پچھلے دنوں یونیورسٹی کے طلبہ کے جلسہ کھیل کود کے موقعہ پر فٹ بال کے میدان مقابلہ میں وقوع میں آیا تھا۔ پہلے اِس معاملے کو عدالت میں لیجانا چاہتے تھے لیکن ڈی اے وی کالج کی انتظامی کمیٹی نے باہمی فیصلے کو ترجیح دی۔ اسپر ایک کمیشن بیٹھی اور اُس نے وہ فیصلہ دیا ہے جسکو اخبار پنجابی مذکور بڑے زور سے یک طرفہ اور سراسر متعصبانہ قرار دیتا ہے۔ فیصلہ یہہ تھا کہ قصور اِس ہنگامے میں سراسر ڈی اے وی کالج والوں کا پایا گیا ہے اور قرار دیا گیا ہے کہ اِس قصور کی پاداش میں ڈی اے وی کالج کو دو سال تک یونیورسٹی کے کھیلوں کے سالانہ جلسے کی شراکت سے محروم کریں اور ایسے ہی ڈی اے وی کالج کے دو طلبہ کو دو سال کے لئے کسی امتحان یونیورسٹی میں شریک ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ یہہ سزا نہایت سخت ہے اور اِس سے واقعی ڈی اے وی کالج کی نہایت تحقیر پائی جاتی ہے دی پنجابی اِس فیصلے کو بالکل نہیں مانتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اِس معاملے کو مجلس سینٹ میں پیش کرنا چاہئے وہ لکھتا ہے کہ اِس جھگڑے کی بنیاد مشن کالجوالوں کی طرف سے تھی اِس کالج کے دو سابق طلبہ نے چھیڑ چھاڑ میں پہل کی اور ڈی اے وی کالج کے انتظام اور معلموں کی شان میں ایسے ناواجب کلمات استعمال کئے کہ جوش کا آجانا قدرتی تھا پہلی چھیڑ رام سنگھہ نے کی تھی اور ایک اور سابق طالبعلم مشن کالج مسمی اقبال نرائن کا نام لیا گیا ہے کہ اِس نے چھیڑ چھاڑ میں رام سنگھہ کا ہاتھہ بٹایا۔ دنگا فساد اِس کا قدرتی نتیجہ تھا۔ اِس کے بعد مشن کالج کے چند طلبہ اپنے پروفیسر ڈاکٹر آرمین صاحب کے ہمراہ آئے اور ڈی اے وی کالج کے ایک لڑکے کو گرفتار کرنا چاہا۔ ڈاکٹر آرمین کو سمجھایا گیا تھا اور بتلایا گیا تھا کہ فلاں طالب علم کی شرارت تھی جب اُس کو پکڑنے لگے تو ڈی اے وی کالج والوں نے مقابلہ کیا اور اپنے رفیق کو گرفتار ہونے سے بچا لیا تھا۔ اخبار پنجابی امید کرتا ہے کہ جب صحیح حالات معلوم ہوں گے تب خواہ نخواہ ڈی اے وی کالج کو الزام سے بری کرنا پڑیگا۔ اخبار مذکور بڑے زور سے انصاف کے لئے اپیل کرتا ہے۔ وہ سر اوٹمیس ٹیپر صاحب وائس چانسلر بہادر کی مشہود تعریف انصاف پسندی اور بے رعایتی سے امید رکھتا ہے کہ ضرور اِس معاملے کو رفع دفع کر دینگے اور خواہ نخواہ ایک ہونہار کالج کو جو اولوالعزمی اور سیلف ہلپ کے میدان میں نمایاں کام کر رہا ہے۔ خواہ نخواہ کی بدنامی کی زد میں آنے نہ دینگے۔ ایسا سنگین معاملہ۔ اور لطف کی بات ہے لاہور کے کسی اور انگریزی اخبار نے اسپر توجہ نہیں کی ہے۔ شاید ہے کہ پنجابی اخبار کی داویلا کارگر نکلے اخبار ٹریبون اسپر کیوں خاموش ہے؟ کیا واقعات میں کچھ تفاوت پائی جاتی ہے؟ اخبار عام

ایک فقیر صاحب کی حرکت۔ سیالکوٹ کا اخبار لکھتا ہے کہ واقعہ گندہ خور در چاہ الوپ سنگھہ والے کے نزدیک جو شہر سے ۱/۲ کوس ہے ایک فقیر جلالی فرقہ کا عرصہ نو دس ماہ سے دفن کیا ہوا تھا۔ مگر اب عرصہ ۸ روز کا ہوا ہے کہ اُس کا مرشد مجنون شاہ وہاں آیا ہوا ہے اور اُس نے یہہ مشہور کر کے کہ میں اپنے بالکے کے ہاتھہ اور پاؤں کے ناخن اتروانے کے واسطے آیا ہوں۔ دفن شدہ مردہ کو اکھڑوا کر قبر سے باہر چارپائی پر ڈالا ہوا ہے مردہ کے ہاتھہ و پاؤں کی انگلیاں جھڑ گئی ہیں۔ اور چہرہ کا رنگ سیاہ ہو گیا ہے مگر ابھی تک اُس کا باقی جسم نہیں بگڑا۔ دور نزدیک سے لوگ جمع ہو رہے کے لئے جا رہے ہیں۔ اب سُنا ہے کہ بروز جمعہ اُس کو پھر دفن کیا ؎

راولپنڈی سے ایک جنٹلمین سکنڈ کلاس میں سفر کر رہا تھا جس میں ایک یورپین لیڈی تھی لالہ موسیٰ کے اسٹیشن پر وہ لیڈی کسی انگریز سے گفتگو کرنے لگی ہندوستانی نوجوان بھی کان لگائے کھڑا تھا انگریز نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو اُس نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو اسپر انگریز اور لیڈی اسٹیشن ماسٹر کے پاس گئے کہ نوجوان نے عفت میں خلل ڈالا ہے پولیس نے ۵۰۴ تعزیرات ہند کے موجب چالان کیا ۱۲ دسمبر صفائی کی تاریخ تھی مگر اُس روز تار آیا کہ ملزم نے خودکشی کر لی یہہ ایک ذی عزت آدمی کا لڑکا تھا اور پچاس روپیہ ماہوار کا ملازم تھا ؎

**جنوبی افریقہ جس کا نام کیپ آف گڈ ہوپ (راس خوش امید ہے) وہ مقام جنوبی افریقہ کی راس کہلائی جاتی ہے پہلے پہل اِسکو سنہ ۱۴۸۶ء میں بارتھولومیو ڈی آس نامی پرتگیز محقق نے دریافت کیا۔ اُس کے پیچھے ہندوستان آتے ہوئے واسکو ڈی گاما اِس راس کے گرد گھوم کر آیا۔ انگریزی نشان سنہ ۱۶۲۰ء میں پہلے وہاں پر کھڑا کیا گیا۔ پہلے یورپین نو آبادی سنہ ۱۶۵۲ء میں ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی سے تعلق رکھنے والے جان ربیک نامی جنٹلمین نے قائم کی ۱۴۳ سال تک ڈچ لوگوں کی حکومت وہاں جاری رہی۔ پھر جنرل الفنسٹن اور کلگ ان انگریزی افسروں نے سنہ ۱۷۹۵ء میں وہ نو آبادی برطانیہ اعظم کے قبضہ اقتدار میں لی لیکن از روئے عہدنامہ امئینس کے وہ بادامیمن۔ ریاست جمہوری کے حوالہ کر دی گئی۔ من بعد سنہ ۱۸۰۶ء میں سر ڈیوڈ بیرڈ نے دوبارہ سرکار انگریزی کی جانب سے اُس پر قبضہ کیا۔ تب سے آج تک وہ انگریزوں ہی کی زیر حکومت ہے ؎

(نظام الملک)

اشتہارات

ضرورت

کینیڈین پریسبٹیرین مشن اندور کی مسیحی جماعت کیلئے ایک ماسٹر کی ضرورت ہے۔ پادری ڈبلیو۔ اے ولسن صاحب کے پاس درخواست کرنی چاہئے۔ نیز ایک تعلیم یافتہ بائیبل ٹیچر کی ضرورت ہے جو ہائی سکول میں ہندی اردو اور انگریزی زبانوں میں تعلیم دے سکے تنخواہ پچیس روپیہ ماہوار۔ درخواست پاس پادری ای۔ اے لنگ صاحب پرنسپل کے نام آنی چاہئیں۔

اشتہار

ٹائپ نویسی۔ اختصار نویسی۔ بک کیپنگ۔ و طریقہ خط و کتابت وغیرہ کرسچن بوائز ہائی اسکول لودیانہ کے متعلق ایک شاخ اور کھولی گئی ہے جسمیں مندرجہ بالا مضامین بڑی عمدگی سے سکھلائے جاتے ہیں داخلے کے لئے انگریزی کی عمدہ لیاقت ضروری ہے۔ مفصل حالات ذیل کے پتہ پر خط روانہ کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

پرنسپل۔ سی۔ بی۔ ہائی سکول۔ لودیانہ

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکیمانہ شہادت ہے۔ ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہے اور اسوقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے۔ کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا اس میں سند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے۔

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہیں ان دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں۔

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک منیجنگ ڈائرکٹر

نولکھا لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۱۲/ؔ

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ۱۲/ؔ " ۳/ؔ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۶	۱۲/ؔ	۳/ؔ
چوتھائی کالم	۱۲/ؔ	۳/ؔ	۵/ؔ
نصف کالم	۳/ؔ	۴/ؔ	۸/ؔ
پورا کالم	۴/ؔ	۸/ؔ	۱۵/ؔ
پورا صفحہ	۱۰/ؔ	۲۰/ؔ	۳۵/ؔ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر فی کالم ۲/ؔ۔ بعد کے لئے /ؔ فی سطر۔ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریر کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول کا معہ محصول عہ

" " " " معہ محصول ۵/ؔ

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

اشتہار

۳ ۱۲

ہیں ایک موضع جس کا نام محمد پور ہے واقعہ تحصیل سرسہ ضلع حصار جس کی کل اراضی تعدادی ~~سما~~ ہزار بیگہ کی ہے۔ فروخت کرنا چاہتا ہوں جن صاحبان کو خریدنا اراضی مذکور کو ہووے وہ مجھ سے بذریعہ خط و کتابت کل حال دریافت کر سکتے ہیں۔

المشتہر

سیٹھ رام سہائی مل ولد رکھی کیش گنڈی والہ مقام شہر سرسہ بازار چاندنی چوک

ایک ہندوستانی سولین گزشتہ سال سولسروس کے امتحان میں صرف ایک ہندوستانی کے پاس ہونے کی خبر بذریعہ تار وصول ہوئی ہے کامیاب طالبعلم بنگالی ہیں گو مستقل بود و باش اسام میں اختیار کی ہے آپ کا نام مسٹر گرو سرئے دت ہے آپ ۱۹۰۱ء کے ایف اے کے امتحان کلکتہ یونیورسٹی میں اول ہوئے تھے جون ۱۹۰۲ء میں امتحان سولسروس کی شرکت کو ولایت کے انجمن شیلانگ نے چھ ہزار روپیہ چندہ جمع کر کے ان شرائط پر آپ کے حوالہ کیا تھا کہ بعد پاس ہونے کے آپ مناسب اقساط سے روپیہ کسی اور طالبعلم عازم ولایت کو ادا کر دینگے۔ یہ مناسب طریقہ ہے جو ہماری انجمنوں کو طالبعلموں کے مدد کرنے کے لئے اختیار کرنا چاہئے۔

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و پبلیشر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ حاکم کے اہتمام سے چھپا